اولاد کی تربیت

تالیف:

مولانا ریاض احمد خاں

○○○○○○

پیشکش:

ادارہ عوۃالقرآن

۵۹۔محمد علی روڈ،ممبئی۔۴۰۰۰۰۳☆ فون:۲۳۴۶۵۰۰۵

تیسراایڈیشن فروری ۲۰۱۷ء   قیمت:۱۲/ روپئے   Rs.12/-

تعداد : ۱۰۰۰

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
اولاد کی تربیت	۳	اولاد کے فکر وفہم کو مضبوط بنانا	۱۷
مربی کی بنیادی صفات	۳	اولاد کو اجتماعیت سے جوڑنا	۱۸
دوسری اہم اور بنیادی صفت	۴	اولاد کو مرشد کے ساتھ جوڑنا	۱۸
تیسری اہم صفت	۴	اولاد کو صالح صحبت سے جوڑنا	۲۰
چوتھی صفت	۵	داعی اور دعوت کے ساتھ اولاد کو جوڑنا	۲۰
پانچویں صفت	۷	اولاد کو جسمانی تربیت سے جوڑنا	۲۲
چھٹی صفت	۷	اولاد کو الحاد و دہریت سے بچانا	۲۸
اولاد کو ایمان وعقیدہ سے جوڑنا	۸	اولاد کو حرام اور لغو کاموں سے بچانا	۲۸
اولاد کو اللہ کی عبادت سے جوڑنا	۱۰	اولاد کو اجنبی قوم کی اندھی تقلید	
اولاد کو قرآن کے ساتھ جوڑنا	۱۱	اور تشبہ سے بچانا	۲۹
اولاد کو مسجد سے جوڑنا	۱۲	اولاد کو بُرے ساتھیوں	
اولاد کو اللہ کے مسنون اذکار سے جوڑنا	۱۳	کی صحبت سے بچانا	۳۰
اولاد کو نوافل سے جوڑنا	۱۴	اولاد کو عقائد عبادات اور معاملات	
اولاد کو اللہ کے تقوے سے جوڑنا	۱۵	کی حرام چیزوں سے بچانا	۳۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اولاد کی تربیت

اولاد کی تربیت میں مربی کی ذات اور اس کی شخصیت کا نہایت اہم رول ہوتا ہے جس کی اہمیت سے ہر ہوشمند انسان واقف ہے۔ مربی کی شخصیت اگر تربیت کیلئے مطلوب ان بنیادی خصوصیات کی حامل ہے تو فطری ماحول میں اولاد کی مطلوبہ تربیت ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے اولاد کی تربیت کے وسائل، ذرائع اور طریقے پر گفتگو سے پہلے مربی کی ان صفات کی نشاندہی مناسب اور ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مربی کی بنیادی صفات

کسی کام یا عمل کے مؤثر ہونے کے لئے پہلی شرط جس کو پورا کرنا عامل کے لئے لازم ہے وہ اخلاص نیت ہے، خواہ وہ عملی امر بالمعروف سے متعلق ہو یا نہی عن المنکر سے متعلق۔ اخلاصِ نیت ایمان وعمل کی شناس اور اسلام کا تقاضا ہے۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی عمل مقبول نہیں ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی واضح ہدایت موجود ہے۔

''اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے۔'' (سورہ بیّنہ آیت:۵)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کسی عمل کو صرف اس وقت قبول کرتا ہے جب وہ اس کے لئے خالص ہو اور مقصود اس کی رضا کا حصول ہو۔'' (ابوداؤد)

دوسری اہم اور بنیادی صفت

جس کا مربی کے اندر پایا جانا لازم ہے وہ تقویٰ ہے۔ اگر مربی تقویٰ سے خالی ہے، اس کی زندگی میں اسلام سے انحراف وفساد پایا جاتا ہے تو ایسا مربی، اسلامی خطوط پر اولاد کی تربیت نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ معاملہ چاہے اولاد کی تربیت کا ہو یا داعی کی دعوت کے مؤثر ہونے کا، دونوں کاموں میں مثال اور نمونہ سب تدبیروں سے زیادہ پُر اثر ہوتا ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو اپنی اولاد کی تربیت کا عزم وارادہ رکھتا ہو، اسے خود، تقویٰ، خشیت الٰہی اور صالح اعمال کی مثال اور نمونہ اُن کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ قرآن وحدیث میں اس کی نہایت تاکید پائی جاتی ہے۔

’’اے ایمان والوں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر شخص اس پر نظر رکھے کہ اس نے آخرت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ (الحشر آیت:۱۸)

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ انسانوں میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک کون ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ، جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہے۔‘‘ (متفق علیہ) پوچھا گیا جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے کے لئے، سب سے زیادہ مؤثر صفت کون سی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اور اچھا اخلاق۔‘‘ (ترمذی)

تیسری اہم صفت

مربی کیلئے علم ہے۔ اسلام اس دنیا میں کیا چاہتا، کیوں چاہتا ہے اور کس طرح چاہتا ہے۔ کن بھلائیوں کو قائم کرنا چاہتا ہے اور کن برائیوں کو مٹانا چاہتا ہے، وہ اس سے اچھی طرح واقف و باخبر ہو۔ اسلام کے فرائض، حدود، حرام اور حلال سے متعلق امور پر اس کا علم حاوی ہو۔ اسلامی

اخلاق کے مبادی پر اسے کامل دسترس حاصل ہو، شرعی قواعد اور اسلامی نظام کا فہم اسے حاصل ہو، اس کی وجہ سے مربی کے اندر ہر چیز کو اس کے حقیقی محل و دائرے میں رکھنے کی وہ حکیمانہ بصیرت پیدا ہوگی، جو اسلام کا تقاضا اور اس کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اصلاح وتربیت کا کام قرآن و سنت کی مضبوط اساسی تعلیم اور نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کے تابع ہوگا۔

لیکن اگر مربی اولاد کی تربیت کے معاملے میں اسلام کے اساسی قاعدے سے واقف نہ ہو تو وہ پانی سے خالی حوض، اور تیل سے خالی چراغ کے مانند ہے جو اپنی افادیت کی اصل سے ہی خالی ہے۔ علم سے عاری مربّی، تربیت وتعلیم کی اصل ضرورت سے تہی دامن ہے۔ جب کہ اسلام میں عالم کا مقام نہایت بلند ہے۔ اللہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

’’ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی برابر ہو سکتے ہیں‘‘؟

(الزمر: آیت:۹)

’’تم میں سے جو ایمان اور علم والے ہیں اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے گا۔‘‘

(المجادلہ آیت:۱۱)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

’’علم کی طلب میں نکلنے والا، واپس آنے تک اللہ کے راستے کا مجاہد ہے۔‘‘

’’علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔‘‘ (ابن ماجہ)

چوتھی صفت

حلم وبردباری ہے جو مربّی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے والی ہے۔ اس کے ذریعے اولاد، محمود اور مطلوب صفت سے مزین اور آراستہ ہوگی اور اخلاق رذیلہ سے دور۔ انسان کے اخلاقی اور

روحانی فضائل کے حصول میں حلم کا مقام نہایت بلند ہے۔ حلم انسان کو اسلامی آداب کی بلند چوٹی اور کمال کے اعلیٰ مقام تک پہنچاتا ہے۔

حلم کی تاکید کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ متقی جن کے لئے اللہ نے جنت تیار کی ہے، (''وہ غصے کو پی جاتے ہیں اور انسانوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔'')
(آل عمران: آیت: ۱۳۴)

''معافی و درگذر کا معاملہ کرو اور بھلائی کا حکم دو اور نادانوں سے بچو اور دور رہو۔''

(الاعراف آیت: ۱۰۰)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے نصیحت کی درخواست کی، آپ ﷺ نے فرمایا ''غصہ نہ کر''۔ اس نے اپنی درخواست کو بار بار دہرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''غصہ نہ کر''۔ (بخاری)

نبی کریم نے فرمایا: ''(لوگوں کے لئے) آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، خوش وخرم رکھو اور نفرت نہ پیدا کرو۔'' (متفق علیہ)

اور اسی حلم سے رفق یعنی نرمی کی تمام شاخیں نکلی ہیں۔ رسول ﷺ کا ارشاد ہے، ''اللہ نرم خو ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر جو کچھ عطا کرتا ہے وہ سختی یا دوسرے طریقے سے نہیں دیتا۔'' (مسلم)

اس لئے مربّی کیلئے لازم ہے کہ وہ حلم اور نرمی کی صفت کو اولاد کی تربیت کا وسیلہ و ذریعہ بنائیں۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مربّی ان مواقع اور حالات میں بھی حلم ونرمی کا رویہ اپنائیں جہاں اصلاح کیلئے حالات سزا کا تقاضا کر رہے ہوں یہاں حلم ونرمی سے مراد صرف یہ ہے کہ

اولاد کی اصلاح کیلئے، غصہ، سختی اور جلد بازی سے کام نہ لیں بلکہ ٹھنڈے دل سے سوچ سمجھ کر، نرمی اور حکمت کے ساتھ اصلاحی اقدام کریں۔ اللہ کی طرف سے جسے حکمت ملی اسے خیر کثیر مل گیا۔

پانچویں صفت

تربیت کے مؤثر ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسلام نے جہاں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا میں سعی و جہد کے بغیر، نہ تو دنیا ہی ملتی ہے اور نہ ہی آخرت۔ وہیں یہ بھی سکھایا ہے کہ دنیا میں انسان کی سعی و جہد اللہ کی نصرت وتائید کے بغیر نتیجہ خیز نہیں ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کام کی کامیابی کیلئے، سعی و جہد کے ساتھ اللہ سے دعا لازم وملزوم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ سعی و جہد سے پہلے اس کی توفیق کی دعا اور کوشش کے بعد اس کے بارآور ہونے کی دعا اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مانگتے رہتے تھے۔ عمل کے ساتھ دعا مؤمن کا کامیاب ترین ہتھیار ہے۔

چھٹی صفت

مربّی کے دل میں، اولاد کی تربیت کے تعلق سے اللہ کے حضور آخرت میں اپنی جوابدہی اور مسؤلیت کا احساس اور زندہ شعور ہے۔ جو اسے اولاد کی ایمانی، اخلاقی، معاشرتی اور اجتماعی تربیت کے لئے ہر وقت بیدار اور تیار رکھتا ہے جس کے لئے کوئی شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور امانتوں کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ ان کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتا، اللہ کے حضور جوابدہی کا تصور وہ قوتِ محرکہ ہے جو انسان کو اس دنیا میں ذمہ دار و مسؤل بناتا ہے، عمل پیہم پر آمادہ کرتا اور ذمہ داری کا حق ادا کرنے کیلئے اسے ہر وقت متحرک اور تیار رکھتا ہے۔ ذمہ داری

اور مسؤلیت کے تعلق سے اللہ ورسول ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

''اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کے پابند رہو''۔(طٰہٰ:۱۳۲)

اے ایمان والو! خود کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔''(التحریم:۶)

''مرد نگراں ہے (اپنے اہل وعیال کی تربیت کا) اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''(متفق علیہ)

''عورت نگراں ہے، شوہر کے گھر اور اولاد کی تربیت کی، اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''(متفق علیہ)

اولاد کی تربیت کے تعلق سے، اللہ ورسول کی درج بالا تعلیمات، ہر مؤمن مربّی سے یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری مضبوط ارادہ اور سنجیدہ تیاری کے ساتھ ادا کرنے کے لئے آمادہ و تیار ہو جائے۔ اور اس کی دونوں آنکھیں ہر وقت، خود کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ کے غضب اور عذابِ جہنم سے بچانے پر مرکوز ہو جائیں۔

اولاد کی تربیت اور معاشرہ کی تعمیر کے لئے، مربّی اور داعی پر مثبت اور منفی دو رخی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یعنی اولاد کی شخصیت کے اندر کچھ بھلی اور مثبت صفات پیدا کرنی ہوتی ہے اور کچھ بُری اور منفی خصلتوں سے بچانا اور منع کرنا ہوتا ہے۔ ذیل میں مربّی کی مثبت ذمہ داری کیا ہے اس پر اختصار کے ساتھ گفتگو آرہی ہے۔

اولاد کو ایمان وعقیدہ سے جوڑنا

مربّی کی سب سے پہلی ذمہ داری اولاد کے ایمان وعقیدہ کو مضبوط اور پختہ بنانے کی ہے۔ اس سے مراد امورِ غیب سے متعلق ہر وہ چیز شامل ہے جس پر ایمان لانے کا حکم اسلام نے

دیا ہے مثلاً: اللہ پر، اس کے رسولوں پر، فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور آخرت پر ایمان، وغیرہ وغیرہ۔

اولاد کے ذہنی بلوغ کے اعتبار سے، درجہ بدرجہ اس کے عقائد کو مضبوط بنانے کا کام کیا جائے۔ اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین سے اس کوشش کا آغاز کیا جائے۔ مختلف انداز اور اسلوب میں، بچے کی ذہنی استعداد کے مطابق، عقیدہ وعبادت کی تفہیم اور تعلیم کا کام جاری رکھا جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

''اپنی اولاد کی تربیت کا آغاز کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے کرو۔''(عن ابن عباس۔الحاکم)

نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی حکمت یہ ہے کہ سب سے پہلے بچے کے سامنے اللہ کا تعارف کرایا جائے۔ اس سے جوڑا جائے، وہ کون ہے؟ اس کے ساتھ ہمارے تعلق کی نوعیت کو سمجھایا جائے۔ اسے بتایا جائے کہ اللہ دنیا اور اس میں پائی جانے والی ہر چیز کا خالق ومعبود ہے۔ اس نے انسان کو اس دنیا میں اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے۔ انسان بھلا یا بُرا جو بھی عمل اس دنیا میں کر رہا ہے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا۔ بھلے عمل پر انعام میں جنت عطا کرے گا اور بُرے عمل پر سزا کی خاطر آگ میں ڈال دے گا۔

کسی مربی سے یہ بات مخفی نہیں ہوسکتی کہ اگر اس کی اولاد کے قلب وضمیر میں ایمان باللہ کی حقیقت واضح ہو جائے تو اس کے اندر تقویٰ اور خدا خوفی کی وہ محمود صفت پیدا ہوگی، جس سے اس کیلئے بھلائیوں کو اختیار کرنا اور برائیوں سے خود کو بچانا آسان ہو جائے گا۔ ایمان اور ضمیر کی اس بیداری کے سبب سے وہ اخلاقی انحراف، اجتماعی مفاسد اور شیطانی وساوس سے محفوظ ہو جائے گا۔

اولاد کو اللہ کی عبادت سے جوڑنا

بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز یعنی اللہ کی عبادت کا حکم، پیار و محبت کے ساتھ دیا جائے، نماز کا شوق اس کے دل میں پیدا کیا جائے۔ اور بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کے ترک کرنے پر سزا بھی دینی چاہیئے۔ اس کا حکم نبی کریم ﷺ نے یوں دیا ہے۔

"جب اولاد سات سال کی ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم اور اس کی ترغیب دو۔ اور جب دس سال کا ہو جائے تو ترک نماز پر مارو۔" (ترمذی)

اسی نماز کے حکم پر قیاس کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ بچے کو روزہ رکھنے کی ترغیب بھی دی جائے اگر وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ مربّی اگر حج پر جا رہا ہے تو بچے کو بھی ساتھ لیجائے اگر وہ اس کا متحمل ہو۔

اس دوران مربّی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ بچے کو یہ بات بھی سمجھائے کہ اسلام انسان سے اللہ کی، جس عبادت کا مطالبہ کرتا ہے وہ صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تک محدود نہیں ہے اسلام میں ان عبادات کی حیثیت رکن یعنی ستون کی ہے جس پر اسلامی زندگی کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ اسلام میں انسان کی زندگی کا ہر کام اللہ کی عبادت میں شامل ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو اور اس کے حکم کی بجا آوری کے لئے کیا گیا ہو، اور اس سے مقصود اس کی رضا اور خوشنودی ہو۔

اس لئے مربّی پر لازم ہے کہ وہ ابتداء ہی سے بچے کے اندر بھلائی و برائی، امر و نہی، ثواب و عذاب، حلال و حرام، خیر و شر اور حق و باطل کی تمیز اور اس کا فہم پیدا کرنے کی تعلیم، حسب استطاعت اور حتی الامکان مسلسل جاری رکھے، جس کی ہدایت نبی کریم ﷺ نے اس انداز

میں دی ہے۔

"اپنی اولاد کو اللہ کی اطاعت کی تعلیم دو، اور اس کو اللہ کی نافرمانی سے بچاؤ، بھلائی اور معروف کا حکم دو اور برائی و منکر سے روکو، یہ تمہارے اور ان کے لئے دوزخ کے عذاب سے بچنے کا راستہ ہے۔" (رواہ ابن جریر و ابن المنذر)

اس طرزِ تربیت کے نتیجے میں انشاء اللہ آپ کا بچہ نہایت متوازن اور مخلص انسان بنے گا جو دنیا میں ہر حقدار کا حق ادا کرنے والا ہو گا۔ اور جو دوسرے انسانوں کے سامنے اپنی عبادات، اخلاق اور معاملات کے ذریعے مثالی اسلامی زندگی کی ایک اعلیٰ مثال اور نمونہ ہو گا۔

اولاد کو قرآن کے ساتھ جوڑنا

مربّی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اولاد کو قرآن حکیم کے ساتھ جوڑ دے اور قرآن سے اس کے تعلق کو نہایت مضبوط بنائے۔ جہاں تک ممکن ہو اسے قرآن حفظ کرائے، کیوں کہ قرآن کی تعلیم، تربیت کی اساس و بنیاد اور دین کے شعائر میں سے ایک شعار ہے۔ جس کے ذریعہ عقیدہ و عمل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے، خواہ اس کی تعلیم کا انتظام گھر میں ہو یا مسجد میں یا مدرسہ میں یا تعلیمِ قرآن کے مراکز میں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ قرآن ہی تھا جس کی تلاوت اور حفظ، جس کے علم و فہم اور جس کی تعلیم کے مطابق زندگی کو بنانا و سنوارنا اور اس کے احکام کو زندگی کے ہر گوشہ اور شعبہ میں نافذ کرنے کی وجہ ہی سے، دورِ اوّل میں امت کی اصلاح ہوئی تھی، اور دنیا میں اسے عزت، غلبہ اور عروج حاصل ہوا تھا۔ اگر آپ نے اپنے بچے کو صحیح معنوں میں علمی، عملی، فکری اور روحانی طور پر قرآن سے جوڑ دیا تو گویا آپ نے اپنے بچے کی تربیت کا حق ادا کر دیا۔ اور ذمہ داری کا جو بوجھ آپ کے اوپر تھا اسے اتار دیا۔ کیوں کہ قرآن کا حامل، حساب کے دن، اللہ

کے نبیوں اوراس کے منتخب بندوں کے ساتھ اللہ کے سائے میں ہوگا، جس دن اللہ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔“

اولاد کو مسجد سے جوڑنا

مربّی پر یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ مسلم فرد کی تربیت، اسلامی معاشرہ اوراجتماعیت کی تعمیر میں مسجد ہمیشہ سے نہایت اہم اساسی مقام رکھتی ہے۔ مسجد سے شعوری اور مضبوط تعلق کے بغیر آپ اپنی اولاد کی روحانی، ایمانی، اخلاقی اور اجتماعی تربیت نہیں کرسکتے۔ مسجد کے علاوہ آپ کی اولاد کو حق ونصیحت کی باتیں خاموشی کے ساتھ کہاں سننے کو ملیں گی، جن سے ان کی روح اورنفس کے اندراسلامی شعوراوراحساس کی تازگی پیدا ہو۔

مسجد کے بغیر آپ کی اولاد کو احکام دین کی تعلیم، زندگی گزارنے کا طریقہ وسلیقہ، دنیاوی امور کی تنظیم اور حرام وحلال کی تعلیم کہاں سے اور کیسے ملے گی؟

مسجد کے بغیر، قرآن کی تعلیم اوراس کا حقیقی فہم کیسے حاصل ہوگا۔

مسجد کے بغیر، دومسلمان بھائی کے قلب اورنفس میں اخوت کا جذبہ کیسے اور کہاں پیدا ہوگا اور تعاون باہمی اور محبت ورحمت کی بنیاد کہاں اور کیسے رکھی جائے گی۔

اطمینان قلب کے حصول اور قرآن کی تعلیم اور تدریس کے اعتبار سے مسجد کی اہمیت نبی کریم ﷺ کی نظر میں۔ فرمایا:

”جب کبھی بھی کوئی گروہ یا جماعت، اللہ کے گھر میں جمع ہوکر باہم مل جل کر، قرآن کی تلاوت اوراسے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتا ہے تو ان پر اللہ کی سکینت نازل ہوتی ہے اوراس کی رحمت ان پر چھا جاتی ہے۔ فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر، اپنے مقرب

بندوں میں کرتا ہے۔“ (مسلم)

درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی کے اعتبار سے، مسجد کی اہمیت، نبی کریم ﷺ کی نظر میں۔ فرمایا:

”کیا میں تمہیں ایسا عمل بتاؤں جس سے گناہ دھل جائیں اور تمہارے درجات بلند ہو جائیں؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں: اے اللہ کے رسول، فرمایا: سردی کے موسم میں اطمینان کے ساتھ وضو، دور سے چل کر مسجد آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار، پس یہ ہے مستعدی اور تیاری۔“ (مسلم)

اس لئے جب اور جس وقت مربّی، مسجد سے اولاد کے تعلق کو مستقل اور دائمی بنا دے گا اسی وقت وہ اولاد کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا۔

اولاد کو اللہ کے مسنون اذکار سے جوڑنا

قرآن کی تلاوت اور نماز اللہ کے ذکر کی سب سے افضل شکل ہے۔ اس کے باوجود اسلام میں اللہ کے ذِکر لسانی کی ایک مخصوص اہمیت ہے۔ اوراسلامی شخصیت کی تعمیر اورنشوونما میں اس کا نہایت اہم کردار ہے۔ اللہ ورسول نے اس کا واضح اور مخصوص حکم دیا ہے۔

”اے ایمان والو: اللہ کا ذِکر کثرت سے کرواور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرو۔“ (الاحزاب آیت:۴۱)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا، ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی ہے۔“ (بخاری)

”میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے

ساتھ ہوتا ہوں، وہ اگر میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی ویسا ہی کرتا ہوں، وہ اگر میرا ذکر مجلس میں کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔'' (متفق علیہ)

اس میں شک نہیں کہ جب بچے کا نفس اللہ کے ذکر کی لذت سے مانوس ہو جاتا ہے اور اس کے قلب میں اللہ کی محبت اچھی طرح راسخ ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں بچے کی نشوونما، اللہ کی نگرانی میں، صحیح اسلامی بنیادوں پر ہونے لگتی ہے، جو اسے گناہ اور فسق کے کاموں سے بچاتی ہے اور جو اولاد کی اصلاح اور تقویٰ کی غایت ہے۔

ہم نے ذکر کے عنوان کے ساتھ مسنون کی قید اور شرط اس لئے لگائی ہے کہ ذکر کی جو فضیلت اور افادیت قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہے وہ انہی مسنون اذکار اور اوراد کی ہے۔ غیر مسنون اذکار و اوراد کی نہیں ہے، جن کی امت کے درمیان آج کثرت سے بھرمار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اللہ کے ذکر کا اور دعا کا جو حاصل اور نتیجہ قرآن وحدیث میں بیان ہوا ہے اس کا دور دور تک کہیں پتہ نہیں ہے۔

اللہ کا ذکر عبادت ہے اور عبادت کا نبی اکرم ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنا لازم وفرض ہے۔ اس لئے ذکر کے معاملے میں بھی حضور کی سنت کی ہو بہو نقل اور پابندی ضروری ہے۔ ذکر کن الفاظ میں کیا جائے کب کیا جائے، کتنی بار کیا جائے اور کس شکل میں کیا جائے اس کی نہایت مفصل تعلیم، اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے قول وعمل سے دی ہے۔

اولاد کو نوافل سے جوڑنا

اسلام میں نفل کا تعلق ان تمام فرض اعمال سے ہے جن کو اللہ نے ایمان والوں پر فرض کیا ہے۔ لیکن نفلی نماز، نفلی روزہ اور نفلی صدقہ کو دین میں نہایت مخصوص حیثیت و اہمیت حاصل

ہے، جن کی واضح ہدایت، تاکید اور ترغیب قرآن وحدیث میں پائی جاتی ہے جن کے ذریعے، مؤمن گناہ سے تقریباً مامون ہو جاتا ہے۔ اور جو گناہ ہو چکے ہیں یہ نوافل ان کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ خصوصیت سے یہ نوافل قربِ الٰہی کا بہترین اور نہایت مؤثر ذریعہ ہیں۔ جن میں چاشت کی نماز، تہجد کی نماز، تراویح کی نماز، نہایت اہم ہیں۔ نفلی روزوں میں عرفہ کا روزہ، عاشورہ کا روزہ شوال کے روزے اور ایام بیض کے روزے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ نفلی عبادات کے تعلق سے اللہ ورسول کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

'' اور رات کو تہجد پڑھو، یہ تمہارے لئے نفل ہے۔ بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود تک پہنچادے۔'' (بنی اسرائیل آیت:۷۹)

'' فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔'' (ترمذی)

'' میرے ولی کے دشمن کے ساتھ میرا اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ جن اعمال کے ذریعے میرا مقرب اور محبوب بندہ بنتا ہے ان میں سب سے زیادہ مجھے محبوب وہ فرائض ہیں، جو میں نے اس پر فرض کئے ہیں۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے۔ اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کا، کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر ہو جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو عطا کروں گا اور اگر میری پناہ طلب کرے تو یقیناً میں اس کو پناہ دونگا۔'' (بخاری)

اولاد کو اللہ کے تقوے سے جوڑنا

اولاد کو اللہ کے تقوے سے جوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے ذہن ودماغ میں یہ بات

بٹھائی جائے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے، تم اس کے سامنے ہو اور وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”اے نبی ﷺ! جب آپ اٹھتے ہیں اس وقت اللہ، آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان اللہ آپ کی دوڑ دھوپ پر نظر رکھتا ہے۔“ (الشعراء آیت: ۲۱۹)

”تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔“ (الحدید آیت: ۴)

تعلق باللہ کا سب سے ارفع و اعلیٰ مقام احسان ہے۔ اور احسان کی پہچان نبی کریم ﷺ نے یہ بتائی ہے کہ ”تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت ممکن نہ ہو تو وہ تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔“ (مسلم)

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں فردِ مسلم کی شخصیت کی تعمیر، تقویٰ، محاسبہ اور مراقبہ کی بنیاد پر رکھی گئی ہے۔ جونہی مؤمن کے قلب کی گہرائی میں تقویٰ اور مراقبہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ خود کو ہر وقت اور ہر حال میں اللہ کے سامنے محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس کیفیت کے پیدا ہوتے ہی اس کے اعمال و اقوال میں اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی رضا اور خوشنودی کی تلاش، اس کے عمل کی غایت بن جاتی ہے۔ اس پاک شعور کے قلب میں جاگزیں ہوتے ہی وہ نفس کی آفات اور شیطان کے وسوسوں سے محفوظ اور مامون ہو جاتا ہے۔ اور اگر کبھی نفس امارہ یا شیطان، اس کے قلب میں کوئی وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں تو اسے فوراً یاد آجاتا ہے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے اس کو دیکھ رہا ہے اور سُن رہا ہے۔

امام احمدؒ رفاعی البرہان المؤید میں فرماتے ہیں کہ قلب کی خشیت سے محاسبہ پیدا ہوتا ہے، اور محاسبہ سے مراقبہ پیدا ہوتا ہے یعنی اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور مراقبہ سے عمل دائم پیدا ہوتا ہے۔

اولاد کی روحانی تربیت میں مربی پر لازم ہے کہ اسلام کے طریقے کی پابندی کرے تاکہ بچہ ممتاز ہو کر، زمین پر رہنے والا، معصوم فرشتہ بن جائے۔

اولاد کے فکر و فہم کو مضبوط بنانا

فکر کی مضبوطی سے مراد اور مقصد، اولاد کی ایسی تربیت و تعلیم ہے جس سے اس پر اسلام کا مکمل نظام حیات ہونا، اس طرح واضح ہو جائے کہ زندگی کا کوئی حصہ اسلام سے باہر اور الگ نہیں ہے۔ عقیدہ، عبادات، اخلاق، معاملات اور سیاست و حکومت سب اسلام میں داخل اور شامل ہیں۔ اس کے قلب و ذہن میں یہ یقین مضبوط اور راسخ ہو جائے کہ اسلام میں ہر زمانے، ہر جگہ اور ہر طرح کے مسائل کو حل کرنے کی قدرت اور صلاحیت موجود ہے۔

اس پر یہ حقیقت بھی واضح ہو جائے کہ اس کے آباء و اجداد کو دنیا میں جو عزت، قوت اور حکومت حاصل ہوئی تھی وہ اسلام اور قرآن پر عمل کرنے اور اس کو اس دنیا میں نافذ کرنے کا نتیجہ تھی۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر — اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اس پر یہ بات بھی منکشف ہو جائے کہ اسلامی تہذیب دنیا کیلئے روشنی کا منارہ تھی، ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اور اللہ کے بندے اس کے نور سے ہر جگہ اور ہمیشہ ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔

اسے یہ بات بھی ہمیشہ یاد رہے کہ امتِ اسلامیہ کو دنیا میں عزت اور بزرگی کا مقام اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک یہ اسلام کو طریقۂ زندگی کے طور پر اختیار نہیں کرتی اور قرآن کو دستور اور قانون کی حیثیت سے زمین میں نافذ نہیں کرتی۔ اور حالات کی اصلاح کے لئے حضرت

عمرؓ کے اس قول کو اپنی نظروں کے سامنے نہیں رکھتی کہ: ''ہم وہ قوم ہیں جسے اللہ نے اسلام کے ذریعے عزت عطا کی تھی۔ پس جس وقت اور جس زمانے میں، ہم اسلام کو چھوڑ کر، دنیا میں عزت حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہوں گے، اللہ ہم کو ذلیل ورسوا کردے گا۔''

مسلمانوں کی دنیا میں عزت اور سربلندی اور آخرت میں نجات دونوں اسلام اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔

اولاد کو اجتماعیت سے جوڑنا

اولاد کو اجتماعیت سے جوڑنے کا مقصد، اس کے اندر، اشیاء اور معاملات کے حقائق کا فہم پیدا کرنا اور صالح پاک اجتماعی ماحول مہیا کرنا ہے، تاکہ وہ پاک ماحول میں فہم صحیح کے ذریعہ نفس کا تزکیہ، دل کی پاکی، ایمان کی مضبوطی، عقل کے لئے علم نافع، معاملات میں اخلاقِ فاضلہ، جسم میں صحت وقوت، فکر میں اسلام کی پاکیزگی، روح کے لئے روشنی، دعوت کیلئے مخلصانہ جدوجہد اور دین کی حفاظت کے لئے حمیتِ ایمانی حاصل کرے۔

لیکن یہ صالح اجتماعی ماحول کہاں ہے جس سے بچہ ان مطلوبہ صفات کو اخذ کرلے جس کے ذریعے وہ صالح اور مثالی انسان بن سکے۔ یہ صالح ماحول اولاد کو تین قسم کے لوگوں کے ساتھ جوڑنے سے مل سکتا ہے۔ (۱) مرشد کے ساتھ جوڑنا۔ (۲) صالح صحبت سے جوڑنا۔ (۳) داعی اور دعوت سے جوڑنا۔

اولاد کو مرشد کے ساتھ جوڑنا

یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ بچے کو اگر ایسے مرشد کے ساتھ جوڑ دیا جائے جو صالح اور مخلص ہو، اسلام کا حقیقی فہم رکھتا ہو، روح اور جسم دونوں کے تقاضوں کو توازن کے ساتھ پورا کرتا ہو،

اسلام کے دفاع کیلئے جدوجہد کرتا ہو، اس کے حدود اور احکام کا پاس ولحاظ رکھتا ہو، اس کے اوامر کی اتباع کرتا ہو، اور نواہی سے بچتا ہو، اور دین کے معاملے میں کسی ملامت کو خاطر میں نہ لاتا ہو تو ایسے مرشد سے وابستہ اولاد، ایمانی اور اخلاقی اعتبار سے کامل، علمی اور عقلی اعتبار سے پختہ اور میدانِ دعوت و جہاد میں متحرک ہوگی۔ ایسا مرشد جہاں بھی ملے اس کے ساتھ اولاد کو جوڑنا سعادت ہے۔

لیکن اس قسم کے مرشد کی تلاش میں جب ہم اپنے دائیں بائیں ان لوگوں کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں جو نفوس کی تربیت کے لئے میدان میں موجود ہیں تو ان میں کے اکثر لوگوں کو، اسلام کی ناقص اور بگڑی ہوئی صورت کی تعلیم دیتے ہوئے پاتے ہیں۔

ہر مرشد کے پاس اسلام کے ایک حصے اور جز کی تعلیم ہوتی ہے۔ اور اسلام کے دوسرے حصوں اور اجزاء سے اعراض اور غفلت برتی جاتی ہے۔ ان کے درج ذیل اقوال سے اسلام کی مسخ شدہ شکل اور اس کے بگڑے ہوئے تصور کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

- ''اسلام میں سیاست وحکومت نہیں ہے۔''
- ''سلوک کے راستہ پر چلنے والے سالک کیلئے سیاست میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔''
- ''مرید پر لازم ہے کہ وہ شیخ کے گناہ کو، گناہ نہیں بلکہ اطاعت (ثواب کا کام) سمجھے۔''
- ''ان میں کچھ وہ ہیں جو اصلاحِ نفس کے کام پر ساری توجہ مرکوز رکھتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت برت رہے ہیں۔ اور زمین پر اللہ کے دین کی مظلومی سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس علم کے باوجود کہ اسلام ایک وحدت ہے جسے اجزاء میں تقسیم کر کے ایک حصہ پر عمل اور دوسرے کو کلی طور پر ترک نہیں کرسکتے۔

اولادکوصالح صحبت سے جوڑنا

صالح مرشد کی صحبت اولاد کے لئے ،مفیداور کارگر نہیں ہوسکتی ، جب تک اس کواس کے گھر میں، محلے میں، مسجد میں اور مدرسہ میں صالح صحبت میسر نہ ہو۔

گھر میں صالح صحبت سے مراد بڑے بھائی بہن اعزہ اوراقرباء میں سے صالح افراد ہیں۔ ان کے ساتھ بچے کو جوڑا جائے اور بچے کے سامنے، ان کونمونہ اور مثال کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔

محلے میں صالح صحبت سے مراد، محلے کے صالح لڑکوں کے ساتھ بچے کو جوڑا جائے، اپنی نگرانی اورنگہداشت میں ان کو باہم دوست بنایا جائے اوران کے احوال پر گہری نظر رکھی جائے۔

مسجد کی صحبت سے مراد، اولادکونماز باجماعت کا پابند بنایا جائے۔ مسجد میں ہونے والی تقاریر اور دروس میں شرکت کی تاکیداور اہتمام کیا جائے تاکہ مسجد کے پاک ماحول میں اولاد کی نشوونما ہو۔

مدرسہ کے ساتھ بچے کو جوڑنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہاں کے نیک بچوں کے ساتھ بچے کو جوڑا جائے، بچے کی ہمت افزائی کی جائے کہ وہ مدرسہ کے اچھے اور صالح بچہ کواپنا دوست بنائے۔اور مدرسہ میں بچے کوصالح ساتھیوں کی صحبت میسر ہواس کا اہتمام کیا جائے۔

داعی اوردعوت کے ساتھ اولادکوجوڑنا

زندگی سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کافہم وشعور پیدا ہوتے ہی اولاد کو داعی کی شخصیت اور دعوت کے کام سے جوڑنا اوروابستہ کرنا، اس کی ذات کی تعمیر اور تکمیل میں بنیادی عوامل کی حیثیت

رکھتا ہے۔

داعی کی صحبت سے اس کے ایمان وعقیدہ میں پختگی، عبادات میں انہماک، اخلاق و معاملات میں پاکیزگی، اسلام کا جامع اور صحیح فہم، اس کے لئے قربانی کا جذبہ، اس کی دعوت وتبلیغ کے راستے میں دوڑ ودھوپ کی اہمیت، دین اور دعوت کے تعلق سے اپنی مسؤلیت کا احساس اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے دائمی جدوجہد کا مبارک اور مطلوب جذبہ اور داعیہ اس کے قلب میں نہ صرف بیدار ہوگا، بلکہ وہ اسلام کا مخلص داعی اور تحریکِ دعوت کا ایسا سپاہی بن جائے گا جو اپنے رب کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے معاملے میں کسی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے نہیں ڈرتا۔

یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ دعوت وتبلیغ کا کام بجائے خود داعی کی تربیت اور اس کی اسلامی شخصیت کی تعمیر کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ تربیت کے تمام معلوم و معروف ذرائع میں سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ ہے تو یہ بات غلط اور مبالغہ نہ ہوگی۔

کیونکہ دعوت کے کام کا آغاز کرتے ہی داعی کی کمزوریوں پر سب سے پہلے خود اس کا ضمیر، (کبر مقتاً عندالله ان تقولو ا ما لا تفعلون قول وعمل کا تضاد اللہ کو سخت ناپسند ہے) کی وعید سنا کر اسے اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرتا ہے۔اور رفتہ رفتہ وہ خود کو اس عیب سے پاک کر لیتا ہے۔لیکن اگر ضمیر کی یاددہانی سے مطلوبہ اصلاح نہیں ہوئی اور داعی کا نفس امارہ پورے طور پر قابو میں نہیں آیا، تو تربیت واصلاح کے اگلے مرحلے کا کام وہ لوگ انجام دیتے ہیں، جو داعی کے مخاطب ہوتے ہیں۔وہ اس کی ہر بات اور عمل کا نہایت باریک بینی کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں اور قول وفعل کے ایک ایک تضاد کو اس کے سامنے پیش کر کے اس سے پوچھتے ہیں کہ

فلاں خیر اور بھلائی، معاشرہ میں جس کے قیام کے آپ داعی ہیں، اس سے تو آپ کی زندگی خود خالی ہے اور فلاں شر اور برائی جس سے آپ لوگوں کو بچانا چاہتے ہیں، وہ تو خود آپ کے اندر پائی جاتی ہے۔

اس طرح داعی کی وہ کمزوریاں جو دعوت کے میدان میں آنے سے پہلے خود اس کی نظروں سے اوجھل تھیں اور وہ ان کی اصلاح سے غافل تھا، دعوت کا کام شروع کرتے ہی، دعوت کے مخاطبین اور خود اس کا ضمیر، دونوں میدان میں آ کر ان کی اصلاح میں اس کے معاون و مددگار بن جاتے ہیں، توجہ اور یاددہانی کا یہ تذکیری سلسلہ اس وقت تک مسلسل جاری رہتا ہے جب تک داعی کی اصلاح نہیں ہو جاتی۔

دعوت و تبلیغ کے میدان کی اس تربیت گاہ میں داخل ہو کر، تقویٰ و اخلاص کی معمولی مقدار کا حامل داعی بھی، رفتہ رفتہ اپنے نفس کی کمزوریوں کی اصلاح کرتا ہوا، احسان کے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور ایسا مؤمن بن جاتا ہے جس سے اللہ راضی اور خوش ہوتا اور وہ اللہ سے راضی و خوش۔

اولاد کو جسمانی تربیت سے جوڑنا

اسلام روح اور جسم دونوں کی ضروریات کا جامع اور متوازن انتظام کرتا ہے۔ جہاں وہ مؤمن کو اصلاحِ نفوس کی طرف متوجہ کرتا ہے، وہیں جسم کو صحت مند اور قوی بنانے کا حکم بھی دیتا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے صالح نیت، توازن اور شرعی حدود کے اندر ورزش، کھیل اور تفریح کی تعلیم و ترغیب بھی دیتا ہے۔ تاکہ اولاد کو ذہنی و جسمانی امراض سے بچایا جائے، اس کی فرصت کے اوقات کا صحیح مصرف مہیا کیا جائے۔ بچپن ہی سے ورزش کا عادی بنایا جائے، دنیا سے

فتنہ و فساد کو مٹانے کی خاطر، جہاد کی قوت و صلاحیت پیدا کی جائے۔

جسمانی تربیت اور قوت کے حصول سے متعلق، قرآن و حدیث کے احکامات سے فقہاء نے درج ذیل قاعدہ اخذ کیا ہے۔

''صالح نیت کی وجہ سے دنیاوی کام عبادت کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔''

جسم کی ورزش سے طاقتور بننے کی مشق، نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے ماخوذ ہے۔

'' طاقتور مؤمن، اللہ کے نزدیک بہتر اور پسندیدہ ہے کمزور مؤمن کے مقابلے میں۔'' (مسلم)

جہاد کے لئے قوت کے حصول کی ترغیب اللہ کے اس حکم کی تعمیل ہے۔

''اور تم اے مؤمنو! جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے ہوئے گھوڑے، ان کے مقابلہ کے لئے مہیا رکھو۔'' (سورہ انفال آیت: ۶۰)

کھیل اور تفریح کی ہمت افزائی و ترغیب نبی کریم ﷺ کے اس عمل کی عملی شکل ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ'' میرے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان دوڑ کا مقابلہ ہوا، اور میں جیت گئی، پھر کچھ سال بعد میں موٹی ہو گئی تھی تو پھر دوڑ کا مقابلہ ہوا، اور میں ہار گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جیت اس ہار کا بدلہ ہے۔'' (ابوداؤد)

ابوداؤدؒ نے محمد بن علی رکانہ سے روایت کیا ہے کہ'' نبی کریم ﷺ اور رُکانہؓ کے درمیان کشتی کا مقابلہ ہوا تو آپ نے رُکانہ کو پچھاڑ دیا''۔

اسلام میں دین و دنیا کی جامع اور متوازن تعلیم سے استدلال کر کے علماء کہتے ہیں کہ اس دنیا میں ہر مؤمن، تین قسم کے حقوق کی ادائیگی کا مکلّف اور مسؤل ہے۔ اللہ کا حق، بندوں کا حق اور

اپنے نفس و بدن کا حق۔

چنانچہ اللہ کے حق کی ادائیگی میں، جب کچھ صحابہ کا انہماک اتنا زیادہ بڑھا کہ انہوں نے ہمیشہ کیلئے صرف اللہ کی عبادت میں خود کو منہمک اور مشغول رکھنے کا فیصلہ کیا، تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو اس سے منع فرمایا۔ اور انہیں بتایا کہ " تمہارے اوپر کچھ اللہ کا حق ہے۔ اور تمہارے اوپر کچھ بندوں کا حق بھی ہے اور تمہارے اوپر کچھ بدن کا حق بھی ہے، تو ہر حقدار کو اس کا حق دو۔" (متفق علیہ)

اب تک ہماری گفتگو و بحث، اولاد کی تربیت کے مثبت پہلو پر مرکوز تھی۔ یعنی وہ بھلائیاں اور خوبیاں کونسی ہیں، جن سے اولاد کو جوڑا جائے۔ اس کی اعتقادی، روحانی، فکری، اجتماعی اور جسمانی تربیت و تزکیہ کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں، کن وسائل و ذرائع سے کام لیا جائے اور کس قسم کے افراد و اعمال کے ساتھ اس کو مربوط کیا جائے تا کہ تربیت کا مطلوبہ مقصد حاصل ہو۔

آئندہ صفحات میں اولاد کی تربیت کے منفی پہلو پر گفتگو کریں گے، یعنی وہ برائیاں اور خرابیاں کونسی ہیں، جن سے اولاد کو بچانا اور خبردار کرنا لازمی و ضروری ہے، ورنہ تربیت کا مطلوبہ مقصد پورا نہ ہوگا۔ اولاد کی تربیت کا منفی پہلو جو اس وقت ہماری گفتگو کا محور ہے، یہ اپنی اہمیت اور تاثیر کے اعتبار سے، تربیت کی مثبت تدابیر اور وسائل سے کم نہیں ہے جن پر گفتگو ہو چکی ہے۔ تربیت کا یہ منفی پہلو، تربیت کے ان بنیادی عوامل میں سے ہے جن کے ذریعے اولاد کے ذہن و فکر سے گندے اور باطل افکار و خیالات کو صاف کیا جاتا ہے۔ اس کے دل میں شر اور فساد سے نفرت دلانے والا، مستقل چوکیدار بٹھایا جاتا ہے، جس سے خیر اور بھلائیوں سے محبت اور شر و برائیوں

سے نفرت کی تعلیم اور ترغیب کارآمد اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی عمل ہے جیسے جسمانی صحت کے حصول کے لئے، علاج کے ساتھ پرہیز بھی ضروری ہوتا ہے، ورنہ مکمل صحت حاصل نہ ہوگی۔ بالکل اسی طرح روحانی صحت کے لئے مثبت اعمال کے ساتھ منفی باتوں اور چیزوں سے پرہیز بھی نہایت ضروری ہے۔ اولاد کی تربیت اور معاشرے کی تعمیر کا یہ اصول و طریقہ کسی فلسفی یا علماء اجتماعیت کے دماغ کی ایجاد نہیں ہے، بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سکھایا ہوا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ملاحظہ ہو۔

" تو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا، ورنہ ملامت زدہ اور بے یار و مددگار بیٹھا رہ جائے گا۔" ۔۔۔۔" نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔" ۔۔۔۔" اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی ۔۔۔۔" اور زنا کے قریب نہ پھٹکو۔ وہ بہت بُرا فعل ہے اور نہایت بُرا راستہ" ۔۔۔۔قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔" ۔۔۔۔" یتیم کے مال کے قریب نہ پھٹکو مگر احسن طریقے سے۔" ۔۔۔۔کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی سے باز پرس ہوگی۔ اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو، نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔ ان تمام امور و معاملات میں سے ہر ایک کا بُرا پہلو تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہیں۔" (بنی اسرائیل رکوع ۱۔۲)

نبی کریم ﷺ کی ہدایات ملاحظہ ہوں:۔

فرمایا:" تم جھوٹ بولنے سے بچو کیوں کہ یہ ایمان کا قاتل ہے۔" (احمد)

فرمایا: ''خرید وفروخت میں زیادہ قسم کھانے سے بچو۔'' (مسلم)

فرمایا: ''زیادہ ہنسنے سے بچو کیوں کہ اس سے دل مُردہ ہوجاتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

فرمایا: ''تم بُرے ساتھی کی صحبت سے بچو کیوں کہ وہ تمہاری پہچان ہے۔'' (ابن عساکر)

فرمایا: ''زیادہ گمان سے بچو''۔۔۔۔''تجسس کرنے سے بچو''۔ باہم حسد نہ کرو''۔۔۔۔۔ باہم بُغض وعناد نہ کرو''۔ (متفق علیہ)

ذیل میں مربّین کے سامنے ہم ان اہم امور ومسائل کو پیش کررہے ہیں، جن سے انہیں اپنی اولاد کو بچانا نہایت ضروری ہے، تاکہ اس کا عقیدہ مضبوط ہو، اس کے اخلاق ومعاملات درست ہوں اور اس کا ذہن ودماغ پاک وصاف ہو۔

● اولین چیز ارتداد اور مظاہر ارتداد ہے، یعنی گمراہی کے مظاہر سے اولاد کے ذہن ودماغ کو پاک وصاف کرنا ہے۔ کوئی شخص دینِ اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین قبول کرلے اور کفر پر راضی ہوجائے یہ ارتداد ہے۔ اور مظاہرِ ارتداد یہ ہیں کہ دینِ اسلام کو ترک تو نہ کرے۔ لیکن اسلام کے دینِ حق ہونے کے تعلق سے اس کا ایمان ویقین کمزور اور متزلزل ہوجائے۔ مثلاً: مظاہر ارتداد یعنی گمراہی کے مظاہر کی ایک شکل یہ ہے کہ آدمی قوم، وطن اور انسانیت کو شعائر اللہ، یعنی حق، عدل اور سچائی پر ترجیح دے۔ اور اعلان کرے کہ جس چیز میں میری قوم ووطن کا فائدہ ہو، وہی حق اور سچ ہے۔ خواہ دوسروں کی حق تلفی، ظلم اور جھوٹ ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس قوم میں میری قوم ووطن کا نقصان ہو وہ ناحق ہے، خواہ وہ عدل وانصاف اور سچائی ہی کیوں نہ ہو۔ گمراہی کے انہی مظاہر کو علامہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے   جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

وطن، قوم اور انسانیت سے محبت کرنا اسلام کا تقاضا ہے۔ ان کی فلاح وبہبود کے لئے دوڑ دھوپ جہاد ہے۔ اور ان کے حق وعدل پر مبنی مفادات کے حصول کے لئے جان قربان کرنا شہادت ہے۔ جسے نبی کریم نے یوں بیان فرمایا ہے۔

''جو مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو دین کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید اور جو اہل خاندان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔'' (ابوداؤد)

لیکن اسلام کی نظر میں، وطن اور قوم کے مفادات کے لئے، سچائی اور حق وانصاف کا خون کرنا وطن سے محبت نہیں، بلکہ بدترین ظلم، ناانصافی اور عصبیت ہے، جس سے نبی کریم ﷺ نے یوں منع فرمایا ہے: ''وہ شخص ہم میں نہیں ہے جس نے عصبیت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور وہ جس نے عصبیت کے لئے جنگ کی اور وہ جس نے عصبیت پر جان دی۔'' (رواہ ابوداؤد)

● انہی گمراہیوں کے مظاہر میں اللہ کے مقابلے میں، دوسروں کے لئے اطاعت، حاکمیت اور محبت کا مطلق حق تسلیم کرنا بھی ہے۔ اللہ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔'' (المائدہ:۴۴)

''اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔'' (جاثیہ:۱۸)

''اے ایمان والو: اپنے باپ اور بھائیوں کو بھی دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتے ہوں۔'' (التوبہ:۲۳)

● اور انہی گمراہی کے مظاہر میں اسلام کے کسی شعار کا مذاق اڑانا ہے، اور انہی میں اسلام

کی حرام کی ہوئی چیزوں کوحلال اور حلال چیزوں کوحرام بتاتا ہے، اور انہی میں قرآن پر نہ ایمان لانا اور سنت کا انکار کرنا بھی شامل ہے، اور انہی میں اسلام کے ایک حصہ پر ایمان لانا اور دوسرے حصے کا انکار بھی ہے۔ اور انہی میں بعض لوگوں کا یہ باطل دعویٰ بھی ہے کہ قرآن کریم کا ایک باطن ہے جو اس کے ظاہر کا مخالف ہے۔ اور اس کے باطن کا علم، اللہ کی طرف سے بعض لوگوں کو الہام کے ذریعہ دیا جاتا ہے۔ اور انہی میں اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت سے لاعلمی اور عدم واقفیت ہے۔ مثلاً یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں میں حلول کرتا ہے یا یہ کہ اللہ ایک یا کچھ مخصوص سمتوں میں محصور ہے وغیرہ۔

اولاد کو الحاد و دہریت سے بچانا

الحاد سے مراد، اللہ کی ذات سے انکار، رسولوں اور آسمانی ہدایات کا انکار اور آخرت کا انکار کرنے والے ملحد شخص کی صحبت اور اس کے خیالات سے اولاد کو بچانا ہے۔ کیوں کہ ایمان بالغیب کے انکار کی وجہ سے اس کے نفس میں ذمہ داری اور جوابدہی کا شعور ہی مُردہ ہو جاتا ہے۔ اس کی زندگی، دنیا میں جانوروں کی زندگی کی طرح گزرتی ہے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”یہ وہ لوگ ہیں جو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔“ (الاعراف آیت ۱۷۹)

اولاد کو حرام اور لغو کاموں سے بچانا

اسلام کے نزدیک فحش گانے اور ایسی موسیقی کا سننا حرام ہے جن سے جنسی شہوت بھڑکتی ہو، جس میں لذت کے لئے عورت کے مخصوص اوصاف بیان کئے جائیں یا جو غلط اور حرام کاموں

اور برائیوں کی دعوت دینے والے ہوں۔ ان سے اولاد کو بچانا لازم ہے۔

اسلام میں ہر وہ کھیل حرام ہے جس میں بازی لگائی جاتی ہو اور ہار جیت ہوتی ہو، کیوں کہ یہ کھیل نہیں بلکہ اصلاً جوا ہے جسے آج کھیل کی شکل دے دی گئی ہے۔ اس سے اولاد کو بچایئے۔

اسلام کے نزدیک فارغ وقت اللہ کی نعمت اور امانت ہے جس کے بارے میں آخرت میں حساب دینا ہوگا۔ اس لئے فارغ وقت کو ختم کرنے کے لئے بلاضرورت بازار میں گھومنا، چائے خانوں میں مجلسیں جمانا، راستوں پر بلاضرورت بیٹھنا یا کھڑے رہنا، یا ایسا کھیل کھیلنا جس سے کوئی جسمانی فائدہ حاصل نہ ہو اور جو وقت گزارنے کے لئے کھیلا جاتا ہو، یہ سب لغو کاموں میں شامل ہیں اس سے اولاد کو بچانا چاہیئے۔

معاشرہ کے بگاڑ و فساد میں آج ٹیلیویژن کا سب سے زیادہ حصہ ہے اور یہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ اور شیطان کا سب سے کارگر ہتھیار ہے، جو ہر گھر کی ضرورت بن گیا ہے جس کی وجہ سے ہر گھر بھلائیوں سے خالی اور برائیوں کی آماجگاہ بنتا جا رہا ہے۔ اس کے مختلف پہلو اور رخ ہیں جس میں بعض پہلو لغو، بعض حرام اور بعض مباح کی تعریف میں آتے ہیں۔ لیکن اس کا غالب حصہ اور پہلو لغو اور حرام ہے۔ اور موجودہ شکل اور حالات میں اس کا نقصان، اس کے فائدے کے مقابلے میں بہت ہی زیادہ ہے۔ اس لئے اولاد کو اس کے شر سے دور رکھنا مربّی کی اہم ذمہ داری ہے۔

اولاد کو اجنبی قوم کی اندھی تقلید اور تشبہ سے بچانا

لباس میں، اخلاق میں اور عادات و اطوار میں، اجنبی قوم کی اندھی تقلید اولاد، اور قوم کی روحانی اور نفسیاتی شکست کے مانند ہے۔ اپنی ذات اور قوم پر عدم اعتماد کی دلیل ہے۔ اور فرد اور

معاشرہ کی یقینی تباہی اور موت کی علامت ہے۔اجنبی قوم کی اندھی تقلید سے قوم کے افراد دنیا میں عزت وفخر کے ساتھ رہنے کا حق کھودیتے ہے۔دینی واخلاقی فرائض کا حق ادا کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں اور تہذیبی اور معاشی گاڑی کے پہیے کو تعمیر وترقی کی جانب چلانے سے معذور ہوجاتے ہیں، کیوں کہ، اجنبی لباس اور اخلاق وعادات کی اندھی تقلید کو قوم کے لوگ ترقی کی معراج سمجھنے لگتے ہیں۔اس وجہ سے کسی اجنبی قوم کی اندھی تقلید قوم کی عزت وخودی کا خاتمہ کرنے، ان کی مردانگی کو قتل کرنے، ان کے اخلاق وعادات کو برباد کرنے اور ان کے اندر امراض کو پھیلانے والے عوامل واسباب میں سب سے اہم اور خطرناک عامل کی حیثیت رکھتی ہے۔نبی کریم ﷺ اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں ملاحظہ ہو۔

فرمایا:’’جس کسی نے کسی قوم کی اندھی تقلید کی تو وہ انہی میں سے ہے۔‘‘(ابوداؤد)

فرمایا:’’وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے کسی غیر کی اندھی تقلید کی۔تو تم یہود کی اندھی تقلید نہ کرو اور نہ ہی نصاریٰ کی۔‘‘(ترمذی)

اولاد کو بُرے ساتھیوں کی صحبت سے بچانا

اولاد کے اخلاقی ونفسیاتی بگاڑ میں سب سے زیادہ دخل بُرے ساتھیوں کی صحبت کا ہوتا ہے، خصوصیت سے اس وقت جب اولاد نا سمجھ اور اخلاق وعقیدے کے اعتبار سے مضبوط نہ ہو۔اس لئے مربّی پر لازم ہے کہ وہ اولاد کے ساتھیوں اور دوستوں پر پوری نظر رکھے اور اسے بُرے نوجوانوں کی صحبت سے بچائے۔اور صالح نوجوانوں کے ساتھ جوڑے۔اس معاملے میں نبی کریم ﷺ کی ہدایت ملاحظہ ہو۔

فرمایا:’’انسان اپنے دوست کے دین واخلاق کو اپنا تا اور اختیار کرتا ہے، تو تم کسی کو دوست

بناتے وقت، یہ خیال رکھو کہ تم نے کس قسم کے لوگوں کو اپنا دوست بنایا ہے۔‘‘

اولاد کو عقائد، عبادات اور معاملات کی حرام چیزوں سے بچانا

عقیدے میں شرک سے، عبادات میں بدعت سے، معاملات اور کاروبار میں جھوٹ، فریب، سود اور حق تلفی وغیرہ سے، کھانے اور پینے میں سور، شراب، اور مُردار وغیرہ سے، لباس اور زینت کے معاملے میں اسلامی حدود کے تجاوز سے، جاہلی رسوم اور عصبیت کی لعنت سے اولاد کو بچانا، اور ان چیزوں کی حرمت پر دلالت کرنے والے قرآن وحدیث کے احکام سے اولاد کو واقف اور آگاہ کرنا، مربّی پر لازم ہے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو فرمایا:’’اولاد کو اللہ کی اطاعت کی تعلیم دو، اور اس کو اللہ کے غضب اور اس کی نافرمانی سے بچاؤ، بھلائی اور معروف کا حکم دو، اور بُرائی ومنکر سے روکو اور منع کرو۔یہ تمہارے اور ان کے لئے دوزخ کے عذاب سے نجات کا راستہ ہے۔‘‘ (رواہ ابن جریر وابن المنذر) وما علینا الا البلاغ۔

زیراہتمام: محمد صدیق قریشی
Pixel Arts
Mobail: 9820790615
Printed at : Fatima Printers
Tilak Nagar , Saki Naka Mumbai 400070

دعوۃ القرآن ترجمہ وتفسیر پانچ زبانوں میں

تالیف : **مولانا شمس پیر زادہؒ**

		قیمت
قرآن مجید مع ترجمہ	۳۰ × ۲۰ / ۸	300/-
تفسیر اردو	۲ جلدوں میں (جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)	1200/-
تفسیر مراٹھی	۳ جلدوں میں	360/-
تفسیر گجراتی	۳ جلدوں میں	830/-
تفسیر ہندی	۳ جلدوں میں	1180/-
تفسیر انگریزی	۳ جلدوں میں	1125/-
تفسیر پارہ عم	اردو	70/-
تفسیر پارہ عم	گجراتی	65/-
تفسیر پارہ عم	ہندی	120/-
تفسیر پارہ عم	انگریزی	150/-
فقہ الزکوٰۃ	(زکوٰۃ کے موضوع پر علامہ یوسف قرضاوی کی شہرۂ آفاق کتاب)	180/-

علاوہ مختلف موضوعات پر اردو، مراٹھی، گجراتی، ہندی اور انگریزی میں کتابچے دستیاب ہیں۔

فہرست کتب کے لئے لکھئے

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹۔ محمد علی روڈ۔ ممبئی ۴۰۰۰۰۳ ☆ فون: ۲۳۴۶۵۰۰۵